معاشرتی سزائیں، اسلام اور مروجہ پاکستانی قوانین کے تناظر میں

Community based Punishments, in the Context of Islam and the Prevailing Laws of Pakistan

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr. Mohammad Ebrahim Shams Nateri
Associate Professor (Criminal law & Criminology), University of Tehran.
E-mail:eshams@ut.ac.ir
Syed Mohaddas Mahboob
Ph.D. Scholar (Criminal law & Criminology), University of Tehran.
E-mail: mohaddas.naqvi@gmail.com

Abstract: Any kind of non-custodial punishment carried out with the participation of the community and under the supervision of a government representative is known as community punishment. Such punishments are based on the perpetrator's condition and offender's personality, family background, age, social and economic status. Victim's consent is also required for these punishments. The author has examined the status of the social punishments in the Islamic justice system as well as in the current laws of Pakistan. He concludes that both Islam and Pakistan's criminal justice system have community-based punishments and these punishments have legal status in Pakistan's criminal justice system. But, current Pakistani laws are not sufficient to enforce these punishments.

Keywords: Justice System, Community-based Punishment, Islam, Pakistan.

خلاصہ

کسی بھی قسم کی ایسی سزا جو غیر حراستی ہونے کے ساتھ معاشرے کی شراکت اور کسی حکومتی نمائندہ کی زیر نگرانی میں دی جائے، معاشرتی سزا کے عنوان سے جانی جاتی ہے۔ اس قسم کی سزائیں، مجرم کی شخصیت، ارتکابِ جرم کی شرائط، مجرم کا سابقہ، عمر اور اس کے سماجی، خاندانی اور اقتصادی حالات کو دیکھ کر دی جاتی ہیں۔ ان سزاؤں کے لئے مدعی کی رضایت بھی لازمی ہوتی ہے۔ مقالہ نگار نے موضوع پر موجود لٹریچر کی روشنی میں معاشرتی سزاوں کے بارے میں اسلامی عدالتی نظام اور پاکستانی عدالتی نظام کا تحلیلی، تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اسلام اور پاکستان دونوں کے کریمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزائیں موجود ہیں لیکن ان سزاؤں پر عمل درآمد کے لیے موجودہ پاکستانی قوانین کافی نہیں ہیں۔

کلیدی الفاظ: عدالتی نظام، معاشرتی سزائیں، اسلام، پاکستان۔

1. تعارف

یورپی کریمنالوجسٹ معاشرتی سزاؤں (Community Based Punishments) کی ابتدا اور اس میں ہونی والی پیشرفت کو مغربی ممالک کے کریمنل جسٹس سسٹم میں ہونی والی اصلاحات کا مرہون منت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یورپی ممالک کے کریمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزاؤں کی بات تقریباً آخری پچاس سالوں میں سامنے آئی ہے۔ جبکہ اسلامک کریمنل سسٹم میں معاشرتی سزائیں بہت قدیم سے ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ صاحبِ شریعت، علماء اور فقہا نے معاشرتی سزاؤں پر بہت تاکید کی ہے اور اس کے مصادیق بھی بیان فرمائے ہیں۔ دور حاضر میں مغربی ممالک نے بھی اپنے کریمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزاؤں کو بہت اہمیت دی ہے۔ انہوں نے نہ فقط قومی سطح پر اسے اپنے قوانین میں جگہ دی ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی ان پر کام کیا ہے۔ اس بات کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اقوام متحدہ کے ادارے نے کچھ ایسی اسناد اپنے قوانین کا حصہ بنائی ہیں جن کا تعلق معاشرتی سزاؤں سے ہے اور اسی طرح انہوں نے اپنے رکن ممالک کو یہ تجاویز بھی دیں کہ وہ ان اسناد کو اپنے قوانین کا حصہ بنائیں۔

اگر ہم پاکستانی قوانین میں معاشرتی سزاؤں کی بات کریں تو معاشرتی سزاؤں کے عنوان سے کوئی ایسا قانون نظر نہیں آتا جیسا انگلینڈ یا دیگر یورپی ممالک میں بنایا گیا ہے۔ البتہ پاکستان میں بعض ایسے قوانین ضرور موجود ہیں جن کے ذریعے معاشرتی سزائیں دی جاتی ہیں لیکن ان قوانین میں بہت خلاء پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان سزاوں کا اجرا بہت کم دیکھا گیا ہے۔ اس مقالہ میں ہم نے اسلامی نکتہ نظر سے معاشرتی سزاؤں کا جائزہ لیا ہے اور ان وجوہات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن کی بنا پر پاکستان کے قوانین میں اس حوالے سے خلاء موجود ہے۔ آخر میں ایسی تجاویز بھی دی گئی ہیں جن کی مدد سے پاکستان میں موجود معاشرتی قوانین کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔

2. معاشرتی سزائیں کیا ہیں؟

ایسی سزائیں جو ایک معاشرے یا سماج میں دی جائیں انہیں "معاشرتی سزائیں" کہتے ہیں۔ لیکن یہ ایک لفظی تعریف ہے جو کافی نہیں ہے۔ کیونکہ اور بھی بہت ساری ایسی سزائیں ہیں جو سماج میں انجام پاتی ہیں۔ مثال کے طور پر جرمانہ یا ضمانت وغیرہ۔ اس لیے معاشرتی سزا کی کوئی ایک خاص تعریف بیان نہیں کی گئی ہے کیونکہ بعض جگہ ماہرین قوانین اور کریمنالوجسٹ اسے غیر حراستی اقدامات کا نام بھی دیتے ہیں۔[1] یا قید کے متبادل کسی اور سزا کو بھی معاشرتی سزا کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن غیر حراستی اقدامات ہوں یا قید کے متبادل کوئی سزا، ان دونوں کا

دائرہ کار معاشرتی سزا کے دائرہ کار سے بہت وسیع ہے۔ پس یہ معاشرتی سزا کی تعریف نہیں ہو سکتے۔ معاشرتی سزا کی ایک مشخص تعریف تک پہنچنے کے لئے ہم ذیل میں چند ماہرینِ قوانین کی پیش کردہ تعاریفیں بیان کرتے ہیں:

1. منصور آبادی نے معاشرتی سزاؤں کی اپنے ایک مقالے میں اس طرح تعریف کی ہے: "معاشرتی سزائیں ایسی سزائیں ہیں جن کو ایک مشارکتی عمل کے ساتھ معاشرے میں اجرا کیا جاتا ہے؛ نہ یہ کہ ان کو جیل یا کسی اور حکومتی ادارے میں اجرا کیا جائے۔"[2] ان سزاؤں میں حفاظتی دورہ، روزمرہ کا جرمانہ، سماجی خدمات اور اجتماعی حقوق سے محرومی، پروبیشن، ہفتے کے آخری دن کی حراست، پیرول اور اسی طرح کے دوسرے اقدامات شامل ہیں۔
2. نجفی ابراند آبادی معاشرتی سزاؤں کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ معاشرتی سزائیں ایک خاص نظارت یا کنٹرول کے ساتھ یا کسی خاص ادارے جن میں بنک، ہاسپیٹل اور آین جی اوز وغیرہ کے تعاون سے اجرا ہوں۔ اس طرح مجرم اپنی ان سزاوں کے دوران معاشرے میں رہے گا اور ساتھ ہی ساتھ وہ کچھ حدود و شرائط کا لحاظ رکھے گا کیونکہ وہ حدود و شرائط اس کے فرائض کی انجام دہی کا تعین کرتی ہیں۔[3]
3. ایسا عنصر جو معاشرتی سزا کو دوسری غیر حراستی سزاؤں سے جدا کرتا ہے وہ نظارت یا کنٹرول کا عنصر ہے۔ جیسا کہ جرمانہ بھی ایک غیر حراستی سزا ہے لیکن اس میں نظارت کا عنصر نہیں پایا جاتا جبکہ معاشرتی سزاوں میں مجرم حکومت یا اس کی طرف سے مقرر کردہ فرد کی نگرانی میں ہوتا ہے جب تک اس کی سزا پوری نہ ہو جائے اور اسی طرح مجرم معاشرے میں رہتے ہوئے اپنی سزا پوری کرتا ہے۔[4]

اوپر بیان شدہ تعریفوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ: "معاشرتی سزا، ایک ایسا کریمنل پروسز ہے جو مجرم کو عدالت کی طرف سے ایک حکم کے طور پر دیا جاتا ہے جس میں اسے فوراً قید کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود ایک مشخص دائرہ کار کے اندر اس کی نگرانی کی جاتی ہے۔" اسی طرح اس حکم میں مجرم سے کسی بھی قسم کی سماجی خدمات لی جاتی ہیں جن کے انجام دینے پر مجرم راضی ہو۔

3. اسلام کے عدالتی نظام میں معاشرتی سزائیں

اسلام کے عدالتی نظام میں معاشرتی سزائیں بہت قدامت اور طویل سابقہ رکھتی ہیں۔ اگر پیغمبر اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور احادیث اور اسی طرح فقہا اسلام کے آثار کی طرف رجوع کیا جائے تو ایسے شواہد اور اسناد موجود ہیں جو معاشرتی سزاؤں پر دلالت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ سزائیں جو آج مغرب میں کمیونٹی سنٹنسز کے نام سے شہرت رکھتی ہیں، یہ سب اسلامی نظام میں بہت پہلے سے موجود ہیں۔ اسلامی کتب میں ایسی سزائین معین کی گئی ہیں اور ان کے بارے میں

قرآن اور سنت میں تاکید ہوئی ہے ذیل میں ہم اسلام میں معاشرتی سزاؤں کے نمونے پیش کریں گئے۔

3.1۔ گھر سے باہر جانے کی ممانعت

گناہ سے بچنے اور اس کے تکرار سے روکنے کے لئے خداوند تعالی نے مختلف موارد میں معاشرتی سزائیں بیان فرمائی ہیں۔ سورہ نساء میں آیا ہے: وَالّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیۡلًا (4:15) یعنی: "تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو؛ اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو۔ یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کردے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکال دے۔" مذکورہ آیت مبارکہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ معاشرتی سزاؤں کے مصادیق میں سے ایک مصداق، "گھر سے باہر جانے کی ممانعت" ہے۔ بعض مصنفین کے بقول گھریلو نظربندی یا گھر میں قید کے عنوان سے ایک معاشرتی سزا کا آغاز صدر اسلام ہی سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے خداوند تعالی امر فرماتا ہے کہ جب کوئی عورت زنا جیسے گھناؤنے فعل کی مرتکب ہو تو ایسی صورت میں اس کے گھر سے نکلنے پر ممانعت لگادی جائے اور اسے گھر کی چار دیواری کے اندر سزا کے طور پر رکھا جائے۔

اگرچہ مذکورہ آیت کے بارے میں بعض مسلمان دانشمندوں اور مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں عورتوں کے بارے میں ایک راستہ نکالا ہے اور یہ حکم ایک عارضی حکم تھا اور اس کے شروع میں ہی بیان کردیا گیا تھا کہ آیندہ اس کے بارے میں ایک جدید حکم نازل ہوگا تاہم مذکورہ آیت کے ضمن میں عبداللہ بن سنان سے ایک روایت نقل ہوئی ہے جو اسلامک کریمنل جسٹس سسٹم میں گھر میں قید کے بطور معاشرتی سزا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔[5] ایک روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک شخص رسول خداﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میری ماں کو کوئی لمس کرتا ہے تو وہ اس کا ہاتھ پیچھے نہیں ہٹاتی یا اسے نہیں روکتی۔ رسول خداﷺ نے فرمایا: "اس کو قید کردو۔" وہ شخص کہنے لگا: "میں یہ کام کر چکا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اجازت نہ دو کوئی اس کے پاس جائے۔" اس شخص نے کہا: میں نے ایسا بھی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "اس کو بند کردو؛ کیونکہ اس کے لئے اس سے بڑھ کے تم اس پر کوئی نیکی نہیں کرسکتے کہ اسے محرمات الٰہی سے روکو۔"[6]

3.2۔ مجرم کے ساتھ قطع تعلق

مجرم کی آزادی کو محدود کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اسے مجرمانہ کام سے روکنے کے لئے اس سے قطع تعلق یا "ھجر" کا راستہ اختیار کیا جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی اپنے حبیب کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَاصْبِرْعَلَى مَايَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا (10:73) ترجمہ: "اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجئے اور شائستہ انداز میں ان سے دوری اختیار کیجئے۔" اس خطاب میں پیغمبر اکرم ﷺ کو مامور کیا گیا ہے کہ مشرکین کے ناپسندیدہ افعال کے مقابلے میں ان سے دوری اختیار کی جائے اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا جائے۔ اسی طرح سورہ مبارکہ مریم میں بھی "ھجر" کو ایک سماجی سزا کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس کی دھمکی آذر نے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا یا منہ بولے باپ تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی: قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا (46:19) ترجمہ: "اس نے کہا: اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہو گیا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے ضرور سنگسار کروں گا اور تو ایک مدت کے لئے مجھ سے دور ہو جا۔" واضح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کوئی قابل سزا جرم نہ تھا لیکن چونکہ آذر کی منطق یہی تھی تو اس نے آپ کو یہ سماجی سزا سنائی۔ لہٰذا اس آیت کا سیاق یہ ظاہر کرتا ہے کہ "ھجر" آزادی کو محدود کرنے کی ہی ایک دوسری شکل ہے جو سزا کے طور پر کسی خاص کام کے انجام دہی سے روکنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

ایک اور آیت جس میں "ھجر" کو بطور سزا تجویز کیا گیا ہے سورہ مبارکہ نساء کی یہ آیت ہے: "وَاللاَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُواْ عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً" (34:4) ترجمہ: "اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور (اگر باز نہ آئیں تو) خواب گاہ الگ کر دو اور (اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان کے خلاف بہانہ تلاش نہ کرو۔" یہاں پر جس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ اس آیت مبارکہ میں بدنی سزا کا جو ذکر آیا ہے وہ سزا کا آخری مرحلہ ہے جو خواتین کی سرکشی اور لجاجت کے خلاف ہے۔ البتہ یہ بھی بہت ملایم اور خفیف ہونا چاہیے تاکہ بدن پر نیل نہ پڑے یا اس کی رنگت نہ بدلے اور اس کے ساتھ ساتھ مرد اپنے ازدواجی فرائض کو بھی روک دے یا ترک کر دے۔ اس آیت میں خداوند تعالی نے مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر عورتوں کی نافرمانی سے پریشان ہیں اور کوئی پند و نصیحت ان پر کارگر نہیں ہوتی تو اس صورت میں ان سے دوری اختیار کریں اور ان کو کسی سخت کام میں ڈالیں اور ان کی آزادی محدود کر دیں اور اسی طرح وہ ان کو ان کے فرائض کو ترک کرنے سے روکیں۔

شہید ثانی عورت کے اپنے شوہر کے ساتھ ناسازگار ہونے کے احکام کے ضمن میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "ایسا قطع تعلق جو ازدواجی فرائض کی انجام دہی کے متعلق ہو جو ایک عورت کے لئے واضح تاثیر گذار ہو معتبر شمار ہوتا ہے۔" فقہاء میں "ھجر" کے معنی میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ سب سے صحیح نظر یہ ہے کہ سماج کی طرف رجوع کیا جائے۔ لہٰذا ہجر سے مراد سماجی طور پر ایسا قطع تعلق کرنا ہے جو ایک عورت کے لئے قابل درک ہو۔ اس کے علاوہ اگر معاشرتی سزاؤں کو اسلامک کریمنل جسٹس سسٹم میں دیکھا جائے تو حضرت محمدﷺ کا جنگ تبوک کے مخالفین کے ساتھ برتاؤ اس کی ایک مثال ہے۔ جنگ تبوک کے متخلفین میں سے تین افراد کعب بن مالک، مرادہ بن ربیع، و حلال بن امیہ ایسے تھے جن کے بارے میں مفسرین کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی: "وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" (118:9) ترجمہ: "اور ان تینوں کو بھی (معاف کردیا) جو (تبوک میں) پیچھے رہ گئے جب اپنی وسعت کے باوجود زمین ان پر تنگ ہو گئی تھی اور اپنی جانیں خود ان پر دو بھر ہو گئی تھیں اور انہوں نے دیکھ لیا کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں تو اللہ نے ان پر مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔"

مذکورہ اشخاص نے رسول خداﷺ کے حکم سے عدولی کی اور ان کے ساتھ جنگ تبوک میں شامل نہیں ہوئے لیکن بعد میں اپنے کیے پر پشیمان ہوئے۔ جب رسول خداﷺ مدینہ واپس تشریف لاتے ہیں تو یہ تین افراد ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عذر خواہی کی لیکن رسول خداﷺ نے ان کا جواب نہ دیا اور لوگوں سے بھی چاہا کہ ان سے نہ بولیں۔ پس سب لوگوں نے حتی بچوں نے بھی ان افراد سے دوری اختیار کرلی۔ اور اسی طرح ان تین اشخاص کی بیویاں بھی رسول خداﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ آیا ہم بھی ان سے دوری اختیار کریں؟ آپ نے فرمایا: نہ لیکن یہ آپ کے نزدیک نہ آئیں۔ مختصر یہ کہ ان کی زندگی مدینہ میں بہت دشوار ہو گئی اور وہ مدینہ کے پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ ہر روز ان کے گھر والے ان کے لئے غذا لے کے جاتے لیکن ان سے بات نہ کرتے۔

اس طرح وہ آپس میں کہنے لگے کہ جیسا کہ ہم سے سب ناراض ہیں اور ہم سے کوئی بات نہیں کرتا تو پھر ہم آپس میں کیوں کوئی بات کریں؟! اس لیے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور پچاس دن تک اسی حال میں رہے اور خداوند تعالی سے گریہ زاری اور توبہ کی، اور اس طرح خداوند تعالی نے ان کی توبہ قبول کرلی اور ان کے بارے میں مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔[7] جو چیز یہاں قابل توجہ ہے وہ رنج و مشقت ہے جو کسی بھی مجرم کے لئے اس کی آزادی کو محدود کرتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ معاشرتی سزا کا مطلوبہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے جس سے مجرم کی اصلاح و تادیب کی جاتی ہے۔

جیسا کہ اگر پیغمبر اکرم ﷺ کوئی اور دوسری سزا کا انتخاب کرتے تو شاید جتنی تاثیر گزار یہ سزا رہی وہ نہ ہو سکتی۔ قطع تعلّقی اور آزادی کو محدود کرنے والی سزائیں اور اسی طرح بعض اماکن کو ممنوع قرار دینا جو اس شخص کا پسندیدہ مقام ہو۔ یہ سب معاشرتی سزاؤں کے مصادیق اور نمونے ہیں جو اسلامک کریمنل جسٹس سسٹم کا حصہ ہیں۔

اسی طرح حضرت علیؑ نہی عن المنکر کے وجوب کے ضمن میں فرماتے ہیں: "جب خداوند تعالی نے بنی اسرائیل پر اپنا ایک خاص کرم و فضل قرار دیا، ان میں سے ایک گناہ کا مرتکب ہوتا تو دوسرا اسے نہی عن المنکر کرتا۔ لیکن وہ یہ ناپسندیدہ عمل نہ چھوڑتا، نہی عن المنکر کرنے والے نے اپنا یہ عمل جاری نہ رکھا اور اس پہلے شخص کا ناپسندیدہ عمل اس میں بھی رکاوٹ نہ بنا کہ وہ ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دے جب تک کہ خداوند تعالی نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے موڑ دیا۔ [8] اسی طرح حضرت امام صادق سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ سے فرمایا: "یہ میرا حق ہے کہ میں تم بے گناہوں کا گناہگاروں کے جرم کے بدلے مواخذہ کروں اور کیوں یہ حق نہ رکھوں جب کہ کسی کے ناپسندیدہ فعل کے مرتکب ہونے کی بات ایک سے دوسرے تک پہنچتی ہے لیکن آپ نے اس کو نہی عن المنکر نہیں کیا اور اس سے بیزاری نہ کی اور اسے اذیت نہ کی تاکہ وہ اپنے اس ناپسندیدہ فعل سے باز آجاتا۔" [9]

آپ ہی نے فرمایا: "اگر جب کبھی کسی شخص کے ناپسندیدہ فعل کے مرتکب ہونے کی خبر تم تک پہنچے تو تمہیں اس کے پاس جانا چاہیے اور اس سے کہنا چاہیے کہ اے فلاں شخص! یا اس فعل سے باز آجاؤ یا ہم سے دور ہو جاؤ۔ اگر وہ اپنے اس ناپسندیدہ عمل سے باز آجائے تو خوب، وگرنہ تم اس سے کنارہ کشی کرلو۔" [10] فقہائے اسلام نے قطع تعلّقی اور ہجر کو تعزیز کے زمرے میں بیان کیا ہے اور اسے اسلامک کریمنل جسٹس سسٹم میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس کے مقابلے میں اگر حد کی بات کریں تو وہ ایک ایسی سزا ہے جو سب کے لئے برابر ہے لیکن یہاں حاکم اسلامی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ معاملہ دیکھ کے ہر مجرم کو اس کے جرم کے حساب سے متناسب سزا دے۔

3.3۔ آزادی محدود کرنے کے ساتھ تعلیم وتربیت

اگر ہم اسلامی کتب کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلامک کریمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزاؤں کا ایک اہم پہلو جس پر بہت تاکید کی گئی ہے، مجرم کی آزادی کی محدود کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تربیت ہے۔ آج کے دور میں اسے "تربیتی مراکز میں حاضری" کے عنوان سے ایک معاشرتی سزا جانا جاتا ہے۔ اس سزا میں مجرم کی آزادی کو محدود کیا جاتا ہے اور وہ حاکم یا اس کے وکیل کے اختیار میں قرار دیا جاتا ہے جو مجرم کو اس کے فرائض کی انجام دہی سے آشنا کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے غیر قانونی فعل یا جرم کے آثار سے بھی اسے آگاہ کرتا ہے۔

اس بارے میں شیخ طوسیؒ بیان فرماتے ہیں کہ: "تعزیر کا اختیار امام کو ہے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں پائی جاتی۔ اگر امام دیکھتا ہے کہ اس جرم کو روکنے کے لئے تعزیر کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہیں ہے تو اسے تعزیر کی سزا کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ دیکھے کہ تعزیر کے متبادل کسی اور روش سے سزا دی جائے جو مجرم کو دوبارہ اس کام کرنے سے روکنے میں مددگار ثابت ہو تو ایسی صورت میں وہ تعزیر سے چشم پوشی کر سکتا ہے۔"[11]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعزیز ایک معاشرتی سزا ہے جس کا اصل ہدف، مجرم کی تربیت اور اصلاح ہے۔ جیسا کہ علامہ مجلسیؒ نے ملامت اور سرزنش کو جو معاشرتی سزا شمار ہوتی ہیں، تعزیر کے ہی مصادیق میں شامل کیا ہے اور کہا ہے کہ: "تعزیر کا اختیار امام یا نائب امام کو ہے اور وہ جس طرح مناسب سمجھیں اس پر عمل کریں۔"[12] دور حاضر کے فقہاء میں سے ایک فقیہ اس بارے میں لکھتے ہیں: "تعزیر ایک ایسی سزا ہے کہ جو کم وزیادہ کی جاسکتی ہے اور تبدیل بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن موجب حد نہیں ہو سکتی۔"[13] مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرتی سزائیں درواقع، تعزیری سزا کے طور پر دی جاتی ہیں اور یہ اختیار حاکم کو ہے کہ وہ مجرم کے مناسبِ حال سزا کا انتخاب کرے۔

3.4۔ کھانے، پینے کی محدودیت

اسلامک کریمنل جسٹس سسٹم میں کھانے پینے کی اشیاء میں محدودیت کو بھی معاشرتی سزاؤں کا ایک نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسلامی احکام میں بعض مجرمین کے لئے تاکید کی گئی ہے کہ ان کی کم کھانے پینے کو دیا جائے۔ در حقیقت یہاں پر اس طرح کی سزا کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مجرم کو جسمانی طور پر صدمہ پہنچایا جائے۔ لہٰذا یہ سزا ان اشخاص کے لئے قطعاً معین نہیں گئی ہے جو بھوک اور پیاس کی شدت کی بیماری میں مبتلا ہوں اور ان افراد کے لئے جو کمزور، ضعیف ہوں یا جس سے ان کی زندگی کو کوئی خطرہ ہو، ان کے لئے بھی یہ سزا تجویز نہیں کی گئی۔ لیکن اگر مجرم تندرست اور صحیح وسالم ہے تو اس کے کھانے پینے کو محدود کرنے کی سزا اس لیے مقصود ہے تاکہ وہ اس جرم کا دوبارہ مرتکب نہ ہو۔ کتاب "نزهة الناظر" میں بعض جرائم کی سزا کھانے، پینے کی سہولت میں تنگی جیسی معاشرتی سزا قرار دی گئی ہے:

[الذين يضيق عليهم فى المطعم و المشرب] يضيق في المطعم و المشرب على ثمانية المظاهر بعد ثلاثة أشهر من حين المرافعة إلى الحاكم إذا امتنع من الطلاق أو الكفارة مع القدرة عليها و المولى بعد أربعة أشهر من حين رفعته زوجته إلى الحاكم إذا امتنع من الكفارة مع القدرة عليها أو الطلاق و من قتل أو فعل فعلا يوجب الحد أو التعزير و التجا إلى الحرم يضيق عليه في المطعم والمشرب حتى يخرج فيقاد منه أو يقام عليه الحد أو التعزير و من أسلم و له أكثر من أربع زوجات أمر بأن يختار منهن أربعا فإن لم يفعل ضيق عليه في المطعم و المشرب حتى يختار منهن أربعا و من أقر لإنسان بشى، و لم يبينه و أصر على ذلك

عزر و ضيق عليه في المطعم و المغرب حتى بينه و من ادعى على غيره بشىء فسكت و لم يقر به و لم ينكر عزر وضيق عليه المطعم و المشرب حتى يقر أو ينكر و المحارب إذا لم يقتل ولم يأخذ المال فإنه ينفي عن البلد أو يضيق عليه في المطعم و المشرب حتى يتوب على ما ذهب إليه الشيخ أبو جعفر في النهاية و المبسوط و مسائل الخلاف... و المرتدة تخلد في السجن وتضرب أوقات الصلاة و يضيق عليها في المطعم و المشرب.. "[14]

اس عبارت کے مطابق:

1. اپنی بیوی سے ظہار کا مرتکب شخص اگر بیوی کے دعویٰ دائر کرنے کے تین ماہ بعد تک طلاق یا کفارہ دینے سے امتناع کرے تو اسے کے کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی۔
2. ایلاء کا مرتکب شخص اگر بیوی کے دعویٰ دائر کرنے کے چار ماہ بعد تک کفارہ دینے یا طلاق دینے سے امتناع کرے تو اسے کے کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی۔
3. اگر کوئی شخص قتل کے جرم کا مرتکب ہو یا کسی ایسے جرم کا مرتکب ہو جس پر اس کی سزا حدّ یا تعزیز ہو اور وہ بیت اللہ کے حرم میں پناہ لے لے تو اسے کے کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی؛ یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلنے پر مجبور ہو جائے۔
4. جو شخص اس حال میں اسلام لائے کہ اس کی چار سے زیادہ بیویاں ہوں اور اسے حکم دیا جائے کہ ان میں سے کوئی سی چار کا انتخاب کرلے لیکن وہ ایسا کرنے سے امتناع کرے تو اسے کے کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی یہاں تک کہ چار بیویوں کا انتخاب کرے۔
5. ایسا شخص جو یہ تو اقرار کرلے کہ اس پر کسی انسان کا حق ہے لیکن وہ اس حق کی تفصیل بتانے سے امتناع کرے تو اسے کے کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی یہاں تک کہ تفصیل بتائے۔
6. ایسا شخص جس کے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ اس پر کسی کا کوئی حق ہے لیکن وہ سکوت محض اختیار کرلے، نہ اقرار کرے اور نہ ہی انکار تو اسے کے کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی یہاں تک کہ تفصیل بتائے۔
7. محارب جب تک قتل اور لوٹ مار کا مرتکب نہ ہوا ہو تو اسے شیخ ابو جعفر طوسیؒ کے قول کی بناء پر شہر بدر کرنے اور کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی؛ یہاں تک کہ توبہ کرلے۔
8. اسی طرح اگر ایک عورت مرتد ہو جائے تو اسے قید میں ڈالا جائے گا اور اوقات نماز میں بدنی تنبیہ کے ساتھ ساتھ کھانے، پینے میں تنگی کی سزا دی جائے گی؛ یہاں تک کہ توبہ کرلے۔

3.5۔ جلاوطنی

معاشرتی سزاؤں کے مصادیق میں سے ایک مصداق، جلاوطنی بھی ہے جسے اسلامی فقہ میں "تغریب" یا "نفی بلد" جیسی تعبیروں سے یاد کیا جاتا ہے۔ جلاوطنی میں مجرم کا اس شہر میں رہنا ممنوع قرار دیا جاتا ہے اور اسے کسی دوسرے شہر میں جانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اسی طرح اس شہر میں اس کی آمد و رفت بھی محدود کی جاتی ہے۔ فقہا اور اسلامی قوانین کے ماہرین جلاوطنی کے کچھ موارد بیان کرتے ہیں جن میں سے ایک جلاوطنی محارب کی ہے۔ جس کے بارے میں ذکر ہوا ہے: "إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (33:5) ترجمہ: "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور روئے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا بس یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔"

اہل سنت کے فقہا میں سے ایک فقیہ محارب کی سزا کے بارے میں کہتے ہیں کہ محارب تین قسم کے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جو دوسرے مجرمین کو جرم کی طرف ہدایت کرتے ہیں یعنی مجرمین کے راہنما اور دوسرے وہ مجرم جو اپنی جسمانی قوت کے ساتھ جرم کے مرتکب ہوتے ہیں اور تیسرے وہ مجرم جو اتفاقی طور پر یا معاشرے کی کسی خاص شرائط کی وجہ سے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: "امام یا حاکم پر لازم ہے کہ وہ محارب کی سزا کے متعلق کافی سوچ سمجھ کر فیصلہ دے اگر مجرم قائدین یعنی صاحب رائے میں سے ہو تو اسے قتل کیا جائے اور اگر معلوم ہو کہ یہ فرد فقط قدرت و طاقت کے زور پر جرم کا مرتکب ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کے ہاتھ پاؤں کے کچھ حصے کاٹ دیے جائے اور اگر معلوم ہو کہ مجرم نے اتفاقی طور پر یہ فعل انجام دیا ہے اور وہ اس پر نادم ہے تو ایسی صورت میں اسے جلاوطن کیا جائے۔"[15]

4. معاشرتی سزائیں فقہائے اہل سنت کی نظر میں

اگر ہم فقہ اہل سنت پر نظر ڈالیں تو ہمیں کوئی ایسی سزا نہیں ملتی جسے معاشرتی سزا کا نام دیا گیا ہو لیکن جب ہم فقہائے اہل سنت کے نظریات و اعتقادات کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معاشرتی سزاؤں کی مخالفت یا نفی بھی دیکھائی نہیں دیتی۔ اب یہاں پر سوال یہ ہے کہ معاشرتی سزا کو ہم (حدود، دیات، قصاص اور تعزیرات) شرعی مجازات میں سے کس مجازات میں شامل کریں گے؟ ظاہر ہے پہلی تین ایسی سزائیں ہیں جو ناقابل تغیر ہیں

صرف تعزیرات ہی ایسی سزا ہے جو فقہا کہ نزدیک قابل تعیم ہے۔ جیسا کہ اہل سنت تعزیر میں تعیم کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک حاکم بعنوان تعزیر کسی بھی مجرم کو مصلحت کے طور پر مختلف طرح کی سزا دے سکتا ہے۔[16] ابو حنیفہ کے بقول اگر حاکم مصلحت سمجھے تو وہ مجرم کو اس کے بعض جرایم کی وجہ سے بعنوان تعزیر قتل کی سزا دے سکتا ہے۔[17] اہل سنت کے فقہا کے نزدیک تعریز کی سزا حاکم کے اختیار میں ہے وہ اسے جیسے مناسب سمجھے اس کا اجرا کرے گا۔[18] فقہا اس نظریہ کے اثبات کے لیے خلفاء کی عملی سیرت پر انحصار کرتے ہیں کہ ان کے دور حکومت میں تعزیر کسی ایک سزا پر منحصر نہیں تھی[19] جیسے دوسرے خلیفہ مجرمین کو بعنوان تعزیر مختلف نوعیت کی سزائیں دیتے تھے۔[20] لہٰذا تعزیر کے معنی و مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم مجرمین کو بعنوان تعزیر کسی بھی قسم کی سزا دینے کا مکمل اختیار رکھتا ہے اور وہ سزا مجرم کی شخصیت اور جرم کو سامنے رکھتے ہوئے دی جاتی ہے جو مجرم اور معاشرے کی اصلاح کے لیے ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہ اہل سنت معاشرتی سزا کی تائید کرتی ہے اور فقہا کی نظر میں حاکم کو مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی تعزیری جرم کے لیے معاشرتی سزا کا حکم دے۔

5. پاکستانی مروّجہ قانون میں معاشرتی سزائیں

سزا یا مجازات کا ایک بنیادی مقصد مجرم کی اصلاح ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مجرم کو مختلف انداز میں سزا دی جاتی ہے جس میں قید یا حراستی سزا سب سے اہم تصور کی جاتی ہے اور بیشتر ممالک میں رائج ہے لیکن آج اگر ہم دیکھیں تو ہماری جیلوں کا نظام اتنا اچھا نہیں ہے کہ اس میں رہ کر مجرم کی اصلاح ہو سکے۔ بلکہ اگر کسی معمولی سے جرم میں بھی مجرم جیل چلا جاتا ہے تو وہاں اسے ان مجرموں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے جو کسی گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے ہوتے ہیں۔ تو بری صحبت میں یہ مجرم جو معمولی جرم میں جیل گیا تھا ایک پیشہ ور مجرم بن کر جیل سے باہر آتا ہے اور معاشرے کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون کو وقتاً فوقتاً تبدیل ہونا چاہیے اور معاشرے کی ضرورت اور لوگوں کی رائے کو مد نظر رکھتے ہوئے قانون سازی کی جائے جو معاشرے کے لیے مفید ثابت ہو۔[21]

جب 1947 میں پاکستان وجود میں آیا اس نے ہندوستان میں رائج برطانوی قوانین کی اکثریت کو اپنے کریمنل جسٹس سسٹم میں شامل کیا۔ اسی طرح معاشرتی سزاؤں پر مبنی قانون کو بھی برقرار رکھا جس میں انڈین کوڈ آف کرمنل پروسیجر اور اس کی دفعات 380، 562 اور 564 شامل تھیں۔ بعد میں انڈین کوڈ کا نام تبدیل کرکے کرمنل پروسیجر کوڈ کر دیا گیا۔[22] 1931ء میں برطانوی ہندوستان کی نوآبادیاتی حکومت نے پروبیشن کے حوالے سے قانون پاس کرنے کی غرض سے انڈیا پروبیشن بل کا ڈرافٹ تیار کیا اور اسے تمام صوبائی حکومتوں کی رائے لینے

کے لئے بھجوایا گیا۔ البتہ تحریکِ آزادی کی شدت کی وجہ سے ہونے والے ہنگاموں کی بدولت یہ بل قانون کی شکل اختیار نہ کر سکا۔[23] آزادی کے بعد حکومت پاکستان نے پروبیشن کے حوالے سے پروبیشن آف آفنڈرز آرڈیننس 1960ء رولز 1961ء کے نام سے قانون سازی کی۔ یہ قانون کافی حد تک 1931 کے بل کی ترمیمی شکل تھا کیونکہ اس قانون کا زیادہ تر حصہ برطانوی حکومت کے بنائے گئے بل پر ہی مشتمل تھا۔[24]

2000ء تک حکومت پاکستان کی طرف سے پروبیشن کے قانون میں کوئی پیشرفت نظر نہیں آئی اور بالآخر حکومت پاکستان نے 2000ء میں جوینائل جسٹس سسٹم آرڈیننس متعارف کروایا جس کی سیکشن 11 میں بطور پروبیشن 18 سال سے کم عمر بچوں کی رہائی کا ذکر کیا گیا۔ لیکن اس قانون میں بہت سارے قانونی خلا موجود تھے جن کا ذکر کرتے ہوئے عدالت عالیہ لاہور نے اس قانون کو لغو قرار دیا۔[25] البتہ بعدازاں عدالت عظمی پاکستان نے عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے حکومت کو اس قانون کی ترمیم کا حکم دیا۔[26] اور سال 2018ء میں جوینائل جسٹس سسٹم کے نام سے ایک قانون سازی کی گئی جس کے تحت 18 سال سے کم عمر بچوں کو خاص شرائط کے ساتھ معاشرتی سزائیں دینے کا حکم دیا گیا۔

پاکستان کے موجودہ کرمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزائیں قانونی حیثیت رکھتی ہیں جن میں دو اہم قانون شامل ہیں جن کا ذکر ضروری ہے۔ پہلا قانون، پروبیشن آف آفینڈرز آرڈیننس 1960ء ہے جس کے تحت عدالت معاشرتی سزائیں دینے کا اختیار رکھتی اور پھر جوینائل جسٹس سسٹم 2018ء ہے جس کے تحت اطفال و نوجوانوں کو معاشرتی سزائیں دی جاتی ہیں۔ بعض ماہرین قانون کہتے ہیں کہ پاکستان میں کمیونٹی سنٹنس موجود نہیں ہیں مسئلے کو روشن کرنے کے لئے ہم یہاں پر دو ایسے کیسز کا ذکر کریں گے جن میں عدالت نے مجرمین کے لیے معاشرتی سزائیں معین کی ہیں۔

کیس نمبر 1

بلوچستان ہائی کورٹ (Criminal Revision No:114 of 2009) کیس میں ملزم کو ٹرائل کورٹ کی طرف سے دو ہرنوں کے شکار کرنے پر چھ ماہ قید بمع جرمانہ سنائی گئی لیکن لوئر اپیلٹ کورٹ نے یہ سزا کم کرتے ہوئے دس دن کر دی، لیکن ہائی کورٹ نے اپنی رویژنل جورسڈیکشن میں اپیلٹ کورٹ کی سزا کو معطل کرتے ہوئے ٹرائل کورٹ کی سزا برقرار رکھنے کا حکم دیا اور مجرم کی رضایت کے ساتھ اسے پروبیشن قانون کے تحت یہ سزا سنائی کہ وہ بعنوان پروبیشن ایک سال کے لئے کسی خاص جگہ پر جو معاشرے کے لئے مختص ہو 25 درخت کاشت کرے گا اور اگر کوئی درخت خشک ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرا درخت لگائے گا۔ اسی طرح عدالت نے یہ تخمینہ لگایا کہ ایک درخت

پر 4 گھنٹے صرف ہوں گے اور 25 درختوں پر 100 گھنٹے۔ اگر وہ ان شرائط پر عمل نہیں کرتا تو اسے دوبارہ اپنی اصل سزا یعنی چھ مہینے قید پوری کرنی ہوگی۔[27] پاکستان کے موجودہ قانون میں سماجی خدمات پر مبنی یہ پہلی سزا تھی۔

کیس نمبر 2

CNSA case No. 122 of 30.06.2016 کیس میں سیشن جج اٹک نے مجرم کو پروبیشن آرڈیننس 1960ء کی دفعہ 5 کی سب سیکشن دو کے تحت سماجی خدمات کی سزا سنائی جس میں کہا گیا کہ مجرم کو ایک سال کے لئے پروبیشن پر رہا کیا جاتا ہے اور وہ اس ایک سال کے عرصہ میں ہفتے میں تین دن دو گھنٹے جیل میں موجود قیدیوں کو ٹیلرنگ (درزی) سیکھائے گا۔ کیونکہ مجرم خود بھی ایک ٹیلر ماسٹر ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس ایک سال کے عرصہ میں کسی بھی طرح کے جرم میں ملوث نہ رہے گا اور بہترین اور پرامن رہن سہن اپنائے گا۔

اوپر دیئے گئے دو کیسز ایسے ہیں جن سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں معاشرتی سزا سے متعلق قوانین موجود ہیں۔ البتہ ان قوانین میں بہت سے قانونی سقم پائے جاتے ہیں جن کا ذکر آگے کی مباحث میں کیا جائے گا۔

پروبیشن آف آفینڈر آرڈیننس 1960ء

یہ قانون معاشرتی سزاؤں پر مبنی ہے یعنی اس قانون کے تحت مجرم کو غیر حراستی سزا دی جاتی ہے اور وہ اپنی یہ سزا سماج میں رہ کر گزارتا ہے۔ اس قانون کے تحت تین طرح کی سزائیں دی جا سکتی ہیں:

1. قید کی سزا کا معطل کرنا۔
2. عدالتی فیصلے کو التواء میں رکھنا جسے عدالتی وارننگ بھی کہہ سکتے ہیں۔
3. سماجی خدمات پر مبنی سزا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سزائیں کن کن جرائم میں دی جا سکتی ہیں اور ان کی شرائط کیا ہیں اور ان سزاؤں کے دینے کا اختیار کن عدالت کے پاس ہے۔ اس قانون کے تحت ہائی کورٹ، سیشن کورٹ، جوڈیشنل مجسٹریٹ یا کوئی اور مجسٹریٹ جسے اس مقصد کے لئے اختیار دیا گیا ہو یہ سزائیں دے سکتے ہیں۔ پاکستان پروبیشن آف آفینڈرز آرڈیننس کی سیکشن 4 اور 5 کے تحت معاشرتی سزائیں دی جاتی ہیں۔ سیکشن 4 کے تحت ان سزاؤں کی شرائط بیان کی گئی ہیں کہ معاشرتی سزا کے لئے کون کون سی شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

1. مجرم اس سے پہلے کسی جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو اور اس کے حالیہ جرم کی سزا دو سال سے زیادہ نہ ہو۔
2. مجرم کی عمر، کردار ف جسمانی اور ذہنی حالت اور ساتھ ہی ساتھ جرم کی نوعیت کو بھی دیکھا جائے گا۔
3. ان حالات کا بھی جائزہ لیا جائے گا جس میں مجرم جرم کا مرتکب ہوا۔

4. یہ بھی دیکھا جائے گا کہ مجرم کی مصلحت اسی میں ہے کہ اسے حراستی سزا نہ دی جائے۔

5. مجرم کا شمار ان جرائم میں تو نہیں ہوتا جن کا ذکر اس قانون میں کیا گیا ہے۔

ان شرائط کو مدّ نظر رکھتے ہوئے عدالت یہ حکم جاری کر سکتی ہے کہ مجرم سے ایک مچلکہ لیا جائے اور اسے خاص شرائط کے ساتھ آزاد کیا جائے وہ شرائط یہ ہو سکتی ہیں کہ مجرم سے لکھوا لیا جائے کہ وہ اپنے اچھے چال چلن کا پابند رہے گا اور اس دوران کسی بھی جرم کا مرتکب نہیں ہوگا۔ اسی طرح سیکشن 5 میں بھی عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مجرم کو خاص شرائط کے ساتھ آزاد کرے۔

The court may also direct that the bond shall contain such conditions as in the opinion of the court may be necessary for securing supervision of the offender by the probation officer and also such additional conditions with respect to residence, environment, abstention from intoxicants and any other matter which the court may, having regard to the particular circumstances of the case, consider necessary for preventing a repetition of the same offence or a commission of other offences by the offender and for rehabilitating him as an honest, industrious and law abiding citizen.

اس سیکشن کے تحت عدالت کو دو طرح کا اختیار حاصل ہے۔ ایک یہ کہ عدالت مجرم کو پروبیشن پر پروبیشن آفیسر کی نگرانی میں دے دیتی ہے لیکن دوسرا اختیار بہت وسیع ہے جس میں اضافی شرائط کی بات کی گئی ہے اور یہ شرائط درج ذیل ضمن میں دی جا سکتی ہیں:

الف) رہائش؛

ب) ماحول؛

ج) نشہ آور اشیاء سے رکنے کے لئے؛

ح) کسی اور ایسے اقدام سے روکنے کے لئے جسے عدالت بہتر سمجھتی ہو یا کیس کی شرائط کو دیکھتے ہوئے عدالت کوئی ایسا حکم دے جس سے مجرم کو دوبارہ اسی جرم کے ارتکاب سے روکے یا کسی نئے جرم کے مرتکب ہونے سے بچا رہے۔

د) ایک ایماندار، محنتی اور قانون مند شہری کی حیثیت سے بحالی کے لئے۔

مندرجہ بالا اجزا میں سے سب سے اہم جز کسی بھی مجرم کو ایک ایماندار شہری بنانے کے ساتھ ساتھ اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کرنا جس سے اس کا روزگار بھی بہتر ہو سکے، اس کے لئے سماجی خدمات پر مبنی معاشرتی سزا سب سے بہتر راہ حل ہے تاکہ اسے اپنے کیے پر سزا بھی مل جائے اور ساتھ ہی ساتھ وہ معاشرے کے لئے ایک

مفید شہری ثابت ہو۔ اگر مجرم کو پروبیشن پر معاشرے میں بھیجا جاتا ہے تو مجرم جتنا عرصہ پروبیشن پر ہے وہ کسی بھی جرم کا مرتکب نہیں ہوتا اور ساتھ ہی ساتھ معاشرہ بھی محفوظ رہتا ہے۔[28] بہت سارے ممالک میں مجرم سے سزا کے طور پر درج ذیل سماجی خدمات لی جاتی ہیں:

- سڑک یا پارکوں کی صفائی۔
- تعلیمی و تربیتی پروگراموں میں شرکت کرنا اور جرائم کے منفی اثر سے متعلق تقاریر اور سیمینار پیش کرنا۔
- تعلیمی اداروں میں اس موضوع پر لیکچر دینا کہ نشے کی حالت میں ڈرائیونگ کیوں جرم ہے۔
- مرمت کا کام۔
- آفس لیبر کیمپوں یا فارموں میں یا زمین کے تحفظ کے منصوبوں پر کام کرنا۔
- فلاحی کام کرنا۔
- لاء اسکول کا کورس پڑھانا۔
- بچوں کی تربیت کرنا۔
- کم آمدنی والے علاقوں میں مکانات تعمیر کرنا۔
- بزرگوں کی مدد کرنا۔
- جانوروں کی پناہ گاہوں میں جانوروں کو سماجی بنانا۔
- رضاکارانہ فائر شعبہ جات اور ہنگامی خدمات کے کاموں میں تعاون کرنا۔
- شہری خوبصورتی میں مدد کرنا۔
- گھاس کاٹنا۔
- کھڑکیاں صاف کرنا۔
- گھر کی صفائی۔
- چھاتی کے کینسر سے متعلق آگاہی تنظیم میں کام کرنا۔
- ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا جو پانی کے تحفظ کو فروغ دے۔[29]

اگر مجرم ان شرائط پر عمل درآمد نہیں کرتا تو مجرم کو عدالت نوٹس جاری کر سکتی ہے اگر وہ اس نوٹس پر حاضر نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں عدالت وارنٹ جاری کرے گی اور مجرم کو گرفتار کرکے عدالت لایا جائے گا اور مجرم سے

پوچھا جائے گا کہ کیوں اس نے عدالتی حکم پر من و عن عمل درآمد نہیں کیا اگر وہ کوئی معقول جواب نہ دے پائے تو عدالت اس کی سزا میں اضافہ کرسکتی ہے۔

کن جرائم میں معاشرتی سزائیں دی جاسکتی ہیں اور قانون پروبیشن کی حدود

پروبیشن کا قانون اپنے دائرہ کار کے حوالے سے محدود ہے کیونکہ پروبیشن ہر قسم کے جرم کے لئے نہیں دیا جاتا ہے۔ پروبیشن دیتے وقت اوپر دی گئی شرائط کے ساتھ ساتھ جرم کی سنگینی کو بھی مدّنظر رکھا جاتا ہے اور یہ جرم کن حالات میں رونما ہوا اس کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو پروبیشن کا قانون مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے تاہم یہ قانون خواتین مجرموں کے لئے کافی نرم ہے۔ خواتین مجرموں کو ہر اس جرم میں پروبیشن آرڈر دیا جاسکتا ہے جس کی سزا، سزائے موت نہ ہو۔ سزائے موت یا عمر قید کی سزا کے علاوہ دیگر بھی کچھ ایسے جرائم ہیں جن پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہوتا۔[30]

ان جرائم میں پاکستان پینل کوڈ 1860ء کی دفعات 216 لیٹروں یا ڈاکوؤں کو پناہ دینا، 311 دھوکہ دہی، 328 مجرمانہ انداز سے زہر کے ذریعے نقصان پہنچانا، 346 اغوا برائے قتل، 382 چوری کے لئے ایسی تیاری کرنا جو موت یا زخمی کرنے کا سبب بنے، 386-389 رقم کی جبری وصولی کے لئے کسی شخص کو مارنے یا زخمی کرنے کے خوف میں مبتلا کرنا، 392-402 ڈکیتی یا چوری کا ارتکاب کرنا یا چوروں کے گروہ سے تعلق ہونا، 455 کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کسی کے گھر میں مداخلت یا توڑ پھوڑ کی نیت سے حملہ آور ہونا، 460 کسی افراد امل کر گھر میں مداخلت اور توڑ پھوڑ کا مرتکب ہونا اور ان میں سے کسی ایک کی وجہ سی کسی کی ہلاکت یا کسی کا زخمی ہونا، اسی طرح قانون تعزیرات پاکستان کا چھٹا اور ساتواں باب، ریاست کے خلاف جارہیت اور آرمی، بحریہ اور فضائیہ کے خلاف جارہیت۔[31] زنا آرڈیننس 1979، زنا بالجبر، نکاح ثانی اور زنا، قذف آرڈیننس 1979، زنا کا جھوٹا الزام لگانا۔ مذکورہ جرائم ایسے ہیں جن میں معاشرتی سزائیں نہیں دی جاسکتی ہیں۔[32]

پروبیشن کے قوانین کے بارے میں ہم نے بحث کی اب اس کا تھوڑا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں

یہ کہ اس قانون کے تحت مجرم کو معاشرتی سزائیں دینے اور اسے غیر حراستی سزا کے طور پر رہا کیا جاتا ہے اور مجرم کو پروبیشن آفیسر کی زیر نگرانی رہنا پڑتا ہے اور اس قانون میں یہ بھی آیا ہے کہ پروبیشن کا عرصہ جس پر مجرم کو رہا کیا جاتا ہے ایک سال سے کم اور تین سال سے زیادہ کا نہ ہو۔ البتہ اگر مجرم اپنے خاندان کا واحد کفیل ہو تو ایسی صورت میں چھ مہینوں کی سزا پروبیشن کے حکم میں تبدیل ہو جائے گی۔[33] اس کے ساتھ ساتھ اعلی عدالتوں کا ایک فیصلہ یہ بھی آیا

ہے کہ اگر مجرم اتفاقیہ طور پر جرم کا مرتکب ہوا ہے تو ایسی صورت میں معاشرتی سزا اس کے لیے مناسب ہے اگر وہ تمام شرائط کا خیال رکھتا ہے۔[34] سماجی خدمات کے لئے مجرم کی رضامندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

ان دو فیصلوں کی روشنی میں چاہیے تو یہ تھا کہ اس قانون میں ترمیم لائی جاتی اور اس کو قانون کا حصہ بنایا جاتا لیکن اس قانون میں جو خلا رہ گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس قانون میں سزا کا تعین خود عدالت پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ مجرم کو کس جرم میں کیا سزا دی جائے جس کی وجہ سے آج تک اس پر صحیح معنوں میں عمل درآمد نہ ہو سکا۔ یہ قانون عدالت کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہے جسے چاہیں اس کے تحت ریلیف دیں اور جسے جائیں قید کی سزا سنا دیں اس طرح یہ قانون نیچرل جسٹس کے خلاف ہے۔

جوینائل جسٹس سسٹم 2018ء اور معاشرتی سزائیں

جوینائل جسٹس سسٹم 2018ء ایک ایسا قانون ہے جس کے تحت 18 سال سے کم عمر بچوں کو سزا دی جاتی ہے اس قانون کی سیکشن 9 کے تحت عدالت ایک کمیٹی تشکیل دیتی ہے جس میں جرم کرنے والا اور ویکٹم دونوں شامل ہوتے ہیں یہ کمیٹی کریمنل اور وکٹم دونوں کی رضایت سے کسی نتیجے تک پہنچتی ہے۔ سیکشن 9 کی ذیلی سیکشن ڈی کے تحت اس کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مجرم کے لئے معاشرتی سزا سنائے جو سماجی خدمات پر مبنی ہو۔[35]

The Juvenile Justice Committee shall dispose of a case, with consent of the person against whom the offence was committed, by resorting to different modes of diversion including-Participation in community service.

اسی طرح اس قانون کی سیکشن 15 کے تحت عدالت ٹرائل کے حتمی نتیجے تک پہنچنے کے بعد ذیلی سیکشن بی کے تحت مجرم کو سماجی خدمات کی انجام دہی کی سزا سنا سکتی ہے۔[36] اس قانون میں مثبت بات یہ ہے کہ مقنّنہ کی طرف سے عدالت کے ہاتھ میں ایک ایسا قانون دیا گیا ہے جو واضح اور آشکار ہے جس میں یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ عدالت کی حد الامکان یہ کوشش ہو گی کہ کیسز باہمی رضامندی سے حل ہو جائیں اگر مجرم اور وکٹم کی باہمی رضامندی سے کیس حل نہیں بھی ہوتا تو عدالت کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ مجرم کو ایسی سزا سنائے جو اصلاح اور معاشرے کے لئے بہتر ہو۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس قانون میں عدالت کی یہ بھی راہنمائی کی گئی ہے کہ خود مقنّنہ نے سزاؤں کا تعین کیا ہے۔ البتہ یہ عدالت کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ مجرم کو کتنے عرصے کی سزا دی جائے اگر اس کا بھی تعین ہو جاتا تو بہت بہتر ہوتا۔

نتیجہ

جہاں کہیں بھی معاشرے کا وجود پایا جاتا ہے وہاں قوانین بھی موجود ہوتے ہیں اور ان قوانین کو حکومت اور عوام

کے نمائندے بناتے ہیں جو کسی بھی معاشرے میں اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ جب کوئی ان قوانین کو توڑتا ہے یا ان کے خلاف عمل انجام دیتا ہے تو حکومت اپنا عکس العمل ظاہر کرتے ہوئے اسے سزا دیتی ہے۔ پہلے یہ سزائیں انتقامی نوعیت کی ہوتی تھیں لیکن آج کل بہت سے ممالک میں یہ سزائیں اصلاحی نوعیت کی ہو گئی ہیں جنہیں معاشرتی سزاؤں کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ سزائیں مجرم اور معاشرے کے لئے تعمیری اور مثبت اہمیت کی حامل ہیں۔ ان سے ریاست کے اخراجات میں بھی بچت آتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ جیلوں پر بھی کم بوجھ پڑتا ہے۔ معاشرتی سزاؤں سے مجرم کا خاندان بھی متاثر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر مجرم ایک طالب علم ہو تو وہ اپنی تعلیم بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ سماجی خدمات پر مبنی سزائیں انسان کی عزت نفس کو بھی بہت کم نقصان پہنچاتی ہیں جبکہ حراستی سزائیں انسان کی شخصیت ختم کر دیتی ہیں۔ اسلام میں بھی معاشرتی سزاؤں پر بہت تاکید کی گئی ہے اور بہت سارے مصداق بھی ملتے ہیں۔ اگر پاکستان کی بات کریں تو پاکستان کے موجودہ کریمنل جسٹس سسٹم میں معاشرتی سزاؤں کا کردار نہ ہونے کے برابر ہے اور اسی طرح اس ضمن میں جو قوانین موجود بھی ہیں ان میں بھی قانونی سقم پایا جاتا ہے جسے دور کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سفارشات

1. کریمنل جسٹس سسٹم آف پاکستان میں کمیونٹی سنٹنسز کو ایک خاص حیثیت دینے کی ضرورت ہے کیوں مختلف ریسرچ سے ثابت ہوا ہے کہ حراستی سزائیں کمیونٹی اور مجرم دونوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں اس لیے حد الامکان کوشش کی جارہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے حراستی سزاؤں سے بچا جائے۔
2. پاکستان کے پربیشن آف آفینڈرز آرڈیننس 1960 میں ترمیم لانے کی ضرورت ہے جس کی طرف بلوجستان ہائی کورٹ کے ایک جسٹس نے اپنے ایک کیس میں اشارہ بھی کیا ہے۔ قانون مبہم ہونے کی وجہ سے عدالتیں اسے اپنے استعمال میں نہیں لاتیں اور اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔
3. جیسا کہ انگلستان کے قوانین کو ہمارا مدر لاء کہا جاتا ہے، اور سب سے پہلے معاشرتی سزاؤں کا اجرا بھی انگلستان میں ہی ہوا ہے ہمیں ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قسم کی قانون سازی پاکستان میں کرنی چاہیے۔
4. مختلف بار کونسلز میں کمیونٹی سنٹنسز سے متعلق سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ جج صاحبان اور وکلاء اس قانون کو اس کی روح کے مطابق سمجھ سکیں اور لوگوں کو بھی اس کے بارے میں آگاہی دی جائے۔

*****

References

1. Ashworth, A. *Sentencing and Criminal Justice 5th ed.* (Cambridge, Cambridge University Press, Ashworth 2010), 318.

2. Abbas Mansoor Abadi, "Bistar-e Mujazaat hai Jamia Mdaar ba Taqeed ber Roeqard Siasat-e Jnai-e Iran", *Fasilnama-e Mutahlehat-e Peshgiri az Jurm*, (Iran, Shiraz) Issue. 15, (1389 AD), 7.

   عباس، منصور آبادی، بستر مجازاتہای جامعہ مدار؛ باتائید بر رویکرد سیاست جنایی ایران، *فصلنامہ مطالعات پیشگیری از جرم*، (ایران، شیراز)، شمارہ پانزدہم، 7۔

3. Ali Hussain, Najfi Abrandabadi, *Majmuah maqalaat hmaesh e rahkar hai kahish jamiat kefri*, (Tehran, Mizaan, 1386), 115.

   علی حسین، نجفی ابرندآبادی، *مجموعہ مقالات ہمایش راہکارہای کاہش جمعیت کیفری زندان* (تہران، چاپ میزان،1386)،115۔

4. Scott, David, *"Penology"*, (London, Sage publications, 2008), 139-140.

5. Muhammad bin Hassan, Hurr Aamli, *Wisai'l al-Shia*, Vol. 28 (Qom, Moassisa Aalil Bait, 1409 AH), 150.

   محمد بن الحسن، حرّ عاملی، *وسائل الشیعہ*، ج18 (قم، مؤسسہ آل البیت،1409ق)،150۔

6. A Group of writers, *Munab-e Fiq-e Shia*: trans: *Jamia-e Ahdith-e Shia*), Vol. 30, (Tehran, Intsharat ferhang sabz, 1386), 729.

   فضلاء کی جماعت، *منابع فقہ شیعہ (ترجمہ جامع احادیث الشیعہ)*، ج30، (تہران، انتشارات فرہنگ سبز، 1386)،729۔

7. Nasir, Makarim Sherazi, *Tafsir-e Namuna*, Vol. 08, (Tehran, Darul Kutub Al-Islamiah 1373AD), 190. Syed Muhammad Hussain, Allama Tabatabai, *Al-Mizan Fi Tafseer Al Quran*, Vol. 09, (Qom, Binyad Ilmi Fiqri Allama Tabatabai, 1378 AD), 422.

   ناصر مکارم، شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج 8 (تہران، دار الکتب الاسلامیہ، 1373ش)، 190؛ علامہ سید محمد حسین، طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج9 (قم، بنیاد علمی فکری علامہ طباطبایی،1378ش)، 422۔

8. Muhammad bin Hassan, Hurr Aamli, *Wisai'l al-Shia*, Vol. 16 (Tehran, Kitabchi, 1386 AH), 136.

   محمد بن الحسن، حر العاملی، *وسایل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ*، ج16 (تہران، کتابچی.1386ش)، 136۔

9. Ibid, 145.

ایضاً، 145۔

10. Ibid, 146.

ایضاً، 146۔

11. Muhammad bin Hassan, Tusi, *Al Khilaf*, Vol.5: Tehqeeq wa Tashi Sheikh Ali Khurasani and… (Qom: Dafter Intasharart-e Islami wabasta ba Jamia Huza Ilmaya-e Qom,1407AH), 497.

محمد بن حسن، طوسی، الخلاف، تحقیق و تصحیح: شیخ علی خراسانی، سید جواد شہرستانی و۔۔۔ج5 (قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، 1407ق)، 497۔

12. Muhammad Baqir bin Muhammad Taqi, 2nd Majlasi, "*Hadud wa Qisas wa Diyat*: Taqeeq wa tashi Ali Fazil, (Qom, Muassa nasher al Asaar al Islamia, nd.), 59.

محمد باقر بن محمد تقی، مجلسی دوم، حدود و قصاص و دیات، تحقیق و تصحیح: علی فاضل (قم، موسسہ نشر الآثار الاسلامیہ، ندارد)، 59۔

13. Muhammad Taqi, Jaffri, *Rassail-e Fihqi*, (Tehran, Muassa Manshurat Kramat, 1419AH), 126.

محمد تقی، جعفری، رسائل فقہی (تہران، مؤسسہ منشورات کرامت، 1419ق)، 126۔

14. Yahya bin Ahmed bin Saeed, *Naziya tul nazar fil jamh biyn al ashyah wal nzaier*, Tehqeeq WA tashi Noor udin Wahizi, Vol.1, (Najaf, Matbatul adaab, 1386AD), 119-120.

یحیٰی بن احمد، ابن سعید، نزہۃ النظر فی الجمع بین الاشباہ والنظائر، تحقیق و تصحیح: نورالدین واعظی، ج1 (نجف، مطبعۃ الآداب، 1386ق)، 119-20۔

15. Shabudin Qrafi, *Al-Farooq*, Vol. 2, (Beirut: Dar-ul-mahrfa, nd.), 18.

شہاب الدین، قرافی، الفروق، ج2. (بیروت، دارالمعرفہ، ندارد)، 18۔

16. Ahmad Ibn Taymiyyah, *Alsiasia Alsharia* (Cairo, Alshaab, 1976), 99.

احمد ابن تیمیہ، السیاسیۃ الشرعیہ (قاہرہ، الشعب، 1976)، 99۔

17. Abdul Salam, Muhammad Sharif, *Al-Mubadi Al-Sh*aria, Vol. 4 (Beirut: Dar Al-Gharb Al-Islami, 1406 AH), 93.

عبدالسلام، محمد شریف، المبادی الشرعیہ، ج4 (بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1406ق)، 93۔

18. Abdul Aziz Abu Amer, *Altehrir fi Alsharia Alislmia* (Cairo, Dar al-Fikr al-Arabi, 1996), 393.

عبدالعزیز ابو عامر، التعزیر فی الشرعیہ الاسلامیہ (قاہرہ، دارالفکر العربی، 1996م)، 393۔

19. Muhammad Abdullah, *Wilayat al-Hasaba fi al-Islam* (Cairo, Maktab al-Zahra, 1416 AH), 481.

محمد عبداللہ، ولایت الحسبہ فی الاسلام (قاہرہ، مکتب الزہرا، 1416م)، 481۔

20. Wahba al-Zuhili, *Alfiqa alislami wa Adlata*, Vol. 6 (Damascus, Dar al-Fikr, 1409 AH), 206.

وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج6 (دمشق، دارالفکر، 1409ق)، 206۔

21. 2007 Pcr. LJ, 306.

22. Muhammad Hussain, Bhutta, *Community Based Rehabilitation of Offenders: An Overview of Probation and Parole System in Pakistan*, (Pak. J. Criminal, 2(3) 2010), 51-67.

23. Basharat Hussain, "The History and Development of Probation Service in Pakistan and in Khyber Pakhtunkhwa", *Pakistan Journal of Criminology*, Volume 5, No. 2, (July-Dec 2013), 30.

24. Hussain, Basharat, *Social Reintegration of Offenders: The Role of the Probation Service in North West frontier Province, Pakistan*, (The University of Hull, 2009), 108.

25. Farooq Ahmed v Federation of Pakistan, *PLD 2005, Lahore 15* (6 December 2004).

26. Amnesty International (2005a), Pakistan: Amnesty International's comments on the Lahore High Court judgment of December 2004 revoking the Juvenile Justice System Ordinance, AI Index 33/026/2005

27. PLD 2014 Baluchistan 100

28. 2007 YLR 303.

29. Anita Abdul Rahim, Tg Noor Azira TgZainudin and others, "Community service as an Alternative Punishment: The extent of its application on the categories of crime and offender in Malaysia", *Journal of education and research*, Vol. 1, (2013:7).

30. The probation of offenders ordinance, 1960.

31 . Pakistan Penal code 1860.

32 . Haddud ordinance 1979.

33 . 1971 Pcr. LJ 1313.

34. 2007 Pcr. LJ 130.

35. Juvenile justice system Act 2018 section 9.

36. Juvenile justice system Act 2018 section 15.